ابوزین پیر سید محی الدین محبوب حنفی قادری*

اسلام میں ادب واحترام کا مقام

اسلام ایک مکمل دین ہے جس میں عقائد عبادات معاملات، اخلاقیات، روحانیت، سیاست، عائلی خاندانی اُمور، انفرادی اجتماعی معاملات اور اس کی تہذیب واصلاح وحقوق کی فراہمی اور ذمہ داریوں سے آگاہی دینی تعلیمات کا ایک مستقل حصہ ہے۔ جو لحہ بہ لحہ انسان کے لیے ایک دستور کے طور پر راہنمائی مہیا کرتا ہے۔ اسلام ہر پہلو سے کامل، قابل عمل، ہر دور کے لیے لائق نفاذ ضابطہ خالق کائنات ہے۔ انسان کو ترقی وکمال تک پہنچانے کے لیے جن ضوابط و قواعد کا لحاظ رکھنا ضروری ہے ان میں احترام باہمی کو بہت غیر معمولی حیثیت حاصل ہے۔ خصوصاً مذہبی معاملات، عقائد و نظریات ایسے حساس اُمور میں سے ہیں کہ جب ان کی تحقیر وتوہین واستخفاف واہانت کا ارتکاب کیا جارہا ہو تو فرد معاشرہ اسلامی کی انفرادی واجتماعی قوت برداشت کے لیے ومظاہرہ صبر اور اس پر ایسے مرحلہ میں گستاخانہ کافرانہ ذہنیت وکاوش کا جواب نہ دینا ناممکن ہو جاتا ہے۔ اُمت مُسلمہ کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ وہ انبیاء سابقین سمیت آقا ومولا حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم سے بے پناہ محبت وعشق کرتے ہیں اور آپ کا آدب واحترام اپنے دین وایمان کی جان سمجھتے ہیں اور جو کوئی کسی بھی طرح آپ کی بے ادبی گستاخی کا مرتکب ہواُسے بدترین مُجرم اور انتہائی سزا کا مُستحق قرار دیتے ہیں۔ تعظیم وعزت واحترام وادب کا روزمرہ زندگی میں بہت اہم مقام ہے۔ کیا ہم اپنے بچوں کو اس امر کی تربیت نہیں کرتے کہ وہ ماں باپ، اساتذہ، بڑوں، سکول کے قواعد وضوابط، ٹریفک کے قواعد وضوابط، خاندانی قواعد و ضوابط اور ثقافتی رسُوم ورواج کی پابندی کریں۔ اور اُن کا لحاظ رکھیں؟ دوسروں کے جذبات اور اُن کے حقوق کا احساس کریں۔ اپنے مُلک کے جھنڈے اور اپنے مُلک کے سیاسی ومذہبی وعلاقائی وروحانی راہنماؤں کا احترام کریں۔ ہماری زندگی کا ہر لحہ ہماری اپنی عزت نفس کی بحالی وتحفظ میں کس محنت وکوشش سے بسر ہوتا ہے یہی عزت واحترام تعظیم وادب کی اہمیت کو سمجھنے میں کافی ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ ماہرین فلسفہ نے خصوصیت سے اخلاقی وسیاسی فلاسفی پر بہت بحث وتمحیص کی ہے کیونکہ معاشرے میں مساوات وانصاف، لاقانونیت ومحرومیت، حاکمیت ونیابت، اخلاقی وسیاسی حقوق وفرائض، اخلاقی

---

* سجادہ نشین خانقاہ محبوب آباد شریف حویلیاں

ترغیبات واخلاقی ترقیات ،ثقافتی نوعیات اور تحمل ،سزا اور سیاسی خلاف ورزیاں وہ اُمور واشغال ہیں جو اخلاقی وسیاسی فلاسفی کا مبحث ہیں۔

آج کا معاشرہ جہاں بہت سے گونا گوں مسائل کا شکار ہے اس میں سب سے اہم مسئلہ معاشرتی ضرورت و معاشرتی اکائی کے طور پر ادب واحترام تعظیم وتوقیر وعزت نفس کا مسئلہ ہے جس کو بہت سی جہات سے حملوں کا سامنا ہے کبھی ہم مذہبی استحصال کی صورت اس تکلیف کا سامنا کرتے ہیں کبھی ہم سیاسی استحصال کی صورت اس کا شکار ہوتے ہیں۔کبھی ہم باہمی روابط میں غیر متوازن رویہ کی وجہ سے اس کے نتائج سے دوچار ہوتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس اہم معاشرتی حق اور انفرادی واجتماعی فریضہ سے ہم اُن لوگوں کے ذریعے تکلیف اُٹھائیں جن کو علم وتحقیق سے شغف نہیں ہوتا تکلیف دہ امر تو یہ ہے کہ اس معاشرتی دہشگردی (Social Terrorism) کا مظاہرہ دینی علم رکھنے والے اور دُنیاوی علم رکھنے والے افراد بھی کرتے ہیں۔جب عام فرد سطحی معیار فکر وعمل سے تعلق رکھنے والا اس جُرم کا مرتکب ہوتا ہے تو عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ وہ بے بس ولاچار ہوکر مخالف دھڑے کا ہدف اور لقمہ اجل بن جانے والا عبرت وقصہ اوراق بن جاتا ہے جبکہ مقتدر حلقوں سے تعلق رکھنے والے معاشرتی دہشگرد یعنی ہمہ جہت بے ادب وگستاخ بہت سی حفاظتی دیواروں حصاروں میں زندگی کے ایام سے حلطف ہوتے رہتے ہیں کبھی وہ اظہار رائے کی آزادی کی آڑ میں یہ ارتکاب کرتے ہیں کبھی منطقی اصطلاحات کی پُشت پناہی میں اس نوعیت کے اقدامات کرتے ہیں لیکن فکر ومقصد ان معاشرتی دہشگردوں کا ایک ہے کہ انسانی معاشرہ کو اقدار سے خالی کردیا جائے۔حفظ درجات ومقامات کو ایک خودساختہ نظریہ اور ناقابل قبول عمل قرار دے دیں۔ادب واحترام کا نظریہ کوئی آج کا تازہ نظریہ نہیں یہ اتنا ہی قدیم انسان کے لیے نظریہ ہے جتنی قدیم اُس کی تخلیق ہے۔یا تخلیق کائنات کے ساتھ ہی اس نظریہ کو قائم کیا گیا۔

حضرت ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کے بعد فرشتوں کی جماعت پر پیش کرکے اللہ خلق کائنات نے اُن سے سجدہ کروایا یہ تاریخ ادب واحترام آدمیت کا پہلا باب ہے۔لیکن جہاں سے باب ادب واحترام کا آغاز ہوتا ہے وہیں پر بے ادبی وگستاخی بے ہا کی شوخی جرات ناپسندیدہ کا بھی آغاز ہوگیا لیکن اس بحث میں طول کی بجائے ہم مفہوم کو واضح کرتے ہوئے قارئین کو سمجھانا چاہیں گے کہ ادب واحترام کا خمیر ملکوتی مخلوق کا وصف امتیازی ہے جبکہ بے ادبی و گستاخی اور اھانت عزازیلی طینت کا حصہ ہے۔

قرآن کریم کی متعدد آیات ادب واحترام کو واضح کرتی ہیں اور اس کا تقاضا کرتی ہیں کہ ہم اُس کو اپنے زندگی کا حصہ بنالیں اپنے افکار ومعاملات میں توازن واعتدال کیلئے اس کو میزانِ حسن وتہذیب بنالیں کیونکہ دین ربانی میں ہر پہلو ہر تقاضا ہر تعلیم ہر خبر ادب وتعظیم کی خوشبوؤں سے مملو لبریز ہے۔سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 238 میں ارشاد ہے **حافظو اعلی الصلوات والصلاۃ الوسطی وقوموا للہ قانتین** یہاں پنج وقتہ کی ہیشگی مداومت مواظبت ومکتوبیت اور اس کے

وقت کا لحاظ و پاس رکھنے کا امر فرماتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں قیام بوصف قنوت پر متوجہ فرمایا۔ حضرت مجاہد نے قنوت کی تفسیر میں لکھا ہے القنوت طول الرکوع وغض البصر والرکود وخفض الجناح یعنی جھکنے کے وقت کو بحالت رکوع دراز کرنا، نظروں کو نیچا رکھنا، کندھوں کو جھکانا قنوت کہلاتا ہے گویا عبادت کی رُوح اِن خصائص سے ترقی کرتی ہے قنوت خاموشی کو بھی کہتے ہیں یہ خصائص جن احوال سے مترکب ہیں اُن میں غور وفکر سے ہویدا ہوتا ہے کہ ادب وتعظیم اجلال وتوقیر طاعت ومعرفت مفیدہ کی اساس ہے جو قبولیت پر منتج ہوتی ہے۔ خشوع وخضوع ورقت کی حالت اپنے اوپر طاری کرتے ہوئے اپنے مالک کے حضور پیش ہونا آداب عبادت میں اہم ترین ہے تضرع بالغ کے ساتھ بحالت سجدہ اپنے رب سے مُخاطب ہونا۔ بندے کا اپنے رب کے ساتھ ایک خاص نوعیت سے رشتہ بندگی قائم کرنا جو خالق کی عظمت وکبریت وصمدیت کے مفاہیم کی مطابقت رکھتا ہو اور بندے کو اپنے چھوٹے ہونے کا احساس کمزور ہونے کا علم محتاج ہونے سے آگاہی اس کی تمام تر ضروریات کے اسباب دستگیری اس کا مالک وخالق ومالک ہی مہیا فرمانے والا ہے۔ جان کر مان کر اپنے رب کی طرف متوجہ ہو کر عبادت میں اس طرح قیام کرے کہ اس کی حالت عبادت اُس کو بندہ ظاہر کرے بندگی کے اوصاف اُس کے اعمال سے عیاں ہوں۔ اللہ خالق کائنات نے قرآن کریم میں اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا یامریم اقنتی لربك واسجدی وارکعی مع الراکعین یعنی ایسے عبادت کرو جو عاجزی ادب وتعظیم کی غایت پر دلالت کرے حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم نے ارشاد فرمایا افضل الصلوٰۃ طول القنوت (رواہ مسلم) افضل نماز وہ ہے جس میں قنوت لمبا ہو زیادہ ہو۔ قنوت کے معنی میں ابن سیدہ نے مخصص میں لکھا ہے طاعۃ للہ تعالیٰ وقیل الامساک عن الکلام والخشوع ومنہ قنتت المرأۃ لبعلہا انقادت والقانع نی رب کا فرمانبردار ہونا گفتگو تک کی پابندی کرنے والا عاجزی اختیار کرے اسی طرح وہ عورت جو اپنے خاوند کی فرمانبردار ہو تابعدار ہو اسی مادہ ترکیبی سے اس کے لیے امراۃ قنوت کہا جاتا ہے۔ حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم نے فرمایا جو کوئی روزانہ قرآن کریم لاریب ضابطہ کائنات کی سو آیات کی تلاوت کرے اُس کو باری تعالیٰ خالق کائنات قانتین میں لکھ دیتا ہے یہ تمام حالتیں معانی مفاہیم ادب پر ہی دلالت کرتی ہیں۔

ادب درحقیقت بندے میں اچھی خصلتوں کے جمع ہونے کا نام ہے اللہ خالق کائنات کا ادب تو اصل الادب ہے اگر یہ حاصل نہیں تو کسی کا بھی ادب معتبر ومفید نہیں۔ اللہ تعالیٰ خالق کائنات کا ادب کیا ہے؟ اپنی حرکت وخواہش ہر قول اور فکر کو اطاعت الٰہی کے تابع کردینا اور اپنی زبان دل اور بدن سے اُس کی گواہی کو قائم کرنا۔

سب سے بُری چیز ٹھٹھہ، توہین، بے ادبی، گستاخی، نافرمانی، بغاوت، سرکشی وعناد ہے۔ جب کوئی اللہ کی آیتوں اُس کے کلام کا ٹھٹھہ مزاح کرے اُس سے کھیل تماشہ کا سلوک کرے اللہ کو گالی دے اُس کی تعلیمات سے اُس

کردستور سے منہ موڑے تو یہ دستوری بے ادبی ہے یہ سب سے بدترین جرم ہے جس کو کفر کہا جاتا ہے اسی طرح آداب واخلاقیات تہذیب واصلاح اور تعلق پروردگار کا جو تصور دین حق اسلام نے دیا ہے اس کا دارومدار جس حقیقت پر ہے وہ تعظیم مصطفی ہے جس کو تعلق دین کے لیے شرط اور قرب الٰہی کے لیے بنیاد بنادیا گیا ہے ایمان کی جڑ اسی سے طاقت لیتی ہے ہمارا دین آسمانی اور اُس کے پیغام کو لانے والا فرشتہ افضل الملائکہ ہے جس نے افضل البشر علی وجہ الارض حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کے دل پر اللہ کے کلام کو اُتارا ہے آپ کا مرتبہ و مقام سب سے بلند وبالا وبرتر ہے حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم نے فرمایا ادبنی ربی فاحسن تادیبی (رواہ ابن سمعانی فی الاداب الاملاء والاستملاء ص ۱، امام السخاوی فی المقاصد ص ۲۹، موسوعۃ الحدیثیۃ ۳/۳۹۰) مجھے تہذیب وشائستگی وآداب سے بہت عمدہ میرے رب نے سنوارا۔ ہر عیب ونقص وعدم کمال سے مجھے بری رکھا اور محمدؐ بنایا اور یہ کہ قرآن کریم لاریب ضابطہ کائنات میں آپ کی نعت میں یوں فرمایا وانک لعلی خلق عظیم (قلم: ۴) حضرت قتادہؓ سے روایت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ ہے سالت عائشۃ عن خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ و صحبہ وسلم فقالت کان خلقہ القرآن (رواہ مسلم ونقلہ علامہ ابن کثیر فی تفسیرہ) علامہ طبری نے اپنی تفسیر میں اسی آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس کا معنی ہے وَانک یا مُحمدلَعَلٰی اَدَب عظیم وذٰلِک اَدَب القرآن اَلذی اَدّبَہ اللہ آپ اے محمدؐ ادب عظیم پر ہیں وہ قرآن کا ادب ہے جو آپ کے رب نے آپ کو سکھایا ہے۔

علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر میں اسی آیت کے ذیل میں نقل کیا ہے وقال علیؓ و عطیتہ هو ادب القرآن وقیل هو رفقۃ بامتہ واکرامہ ایاهم وقیل ای انک علی طبع کریم آپ کے اخلاق تعلیمات آداب قرآنیہ ہیں۔ آداب قرآن ہی اخلاق مصطفوی ہیں آپ کی شفقت مہربانی رحم طلبی جو آپ کی اُمت کے لیے وہ آپ کے اخلاق ہی تو ہیں اور یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ آپ کی طبیعت مبارکہ مزاج مطہرہ نہایت کرم واحسان منت وجود شفقت والفت سے بھرپور ہے۔

تفسیر السعدی میں آپ کے اخلاق عالیہ جلیلہ کا تذکرہ یوں ہے کہ وانک یا محمدؐ لعلی خلق عظیم وهو مااشتمل علیہ القرآن من مکارم الاخلاق۔ مشتملات قرآنیہ اخلاق محمدیہ ہیں۔

آپ کی رسالت ودعوت کا پیغام جن مقاصد کو محیط وگھیرے ہوئے ہے وہ اِن الفاظ سے عیاں ہے انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کی سجیت وطبیعت ومزاج عالی ان اوصاف وکمالات وخصائص سے متصف کی گئی کہ آپ اخلاق کی شرافت وفیاضی سے دنیا کو نظریہ واصول اخلاق بتمام دکھادیں۔ کہ آپ ہی وہ ذات ہیں جو ہر اذیت وتکلیف دُور کرنے کے لیے اللہ کے مقرر کردہ ہیں۔ اتنا فیاض اتنا سخی

ایسا حامی کہ ہر نوعیت اذیت کو راحت ولطف سکون میں بدل دے۔اس کی سب سے پہلے صورت یوں ہوئی کہ فرمایا **ان دماء کم واموالکم واعراضکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی شھر کم ھذا فی بلد کم ھذا(ریاض الصالحین ،موسوعتہ النابلسی للعلوم الاسلامیۃ،صحیح البخاری حاشیہ التاودی علی صحیح البخاری ص ۳۵٦ کتاب الفتن جلد ۳)** جس کو پروردگار خالق کائنات نے اپنے ہاتھ سے خلق کیا اور اس میں اپنی روح پھونکی اور جو کچھ اس کائنات میں ہے اسے اس انسان کی ماتحت وتسخیر میں دے دیا اس کی حالت ادوار و ازمنہ میں کیا تھی تاریخ کے اوراق اس پر گواہی کے لیے چیخ چیخ کر متوجہ کیا چاہتے ہیں کہ یکا یک سید الکونین حضور مُعلم و مقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم نے انسان کے خون کی حرمت قائم کر دی جانی تحفظ دے دیا ،مالی حرمت قائم کر دی غارت گری لوٹ مار ناحق مال کھانے کے سلسلے کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکا اور اس کی حرمت قائم فرمائی آبرو کا تحفظ بخش دیا غلامی کے چنگل سے نکال لیا ایسے خزائن مروت لٹائے کہ انسانیت عش عش کر اٹھی ،طاغوت استعمار سامراج قبائلی وعصبیت کی فکر کے غلام ہر طرح کی غلامی سے آزادی پا گئے۔پھر حریت کے جام عز ووقار پانے والے اس بخشش وفیاضی سے متوجہ ہونے والے کے ادب واحترام میں طلب دیدار اور قرب خواہی کے جذبات وتمنا میں غلام وبے دام خادم بنتے چلے گئے۔عزت بخشی کا یہ سلسلہ بڑھتے ہوئے دنوں کی طرف مہینوں کی طرف اور شہروں کی طرف بھی نور بکھیرتا گیا آج انسانیت کے معاشروں میں جو تھوڑا بہت تصور امن وسلامتی ہے یہ تاجدار کونین حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کی خیرات ہے۔

حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم نے کائنات میں ایسی فیاضی جود و بخشش فرمائی ہے جس میں مالی بخشش ، جانی بخشش ،عزت کی بخشش اور علم کی بخشش بھی شامل ہے۔فرمایا **اتق اللہ حیثما کنت واتبع السیئۃ الحسنۃ تمحھا و خالق الانسان بخلق حسن (جامع العلوم والحکم لابن رجب الحنبلی ،جامع الترمذی)** جس حال میں جہاں کہیں بھی تم ہو اپنے رب سے تقویٰ رکھو اور نیکی کے ذریعے بُرائی کو مٹادو اور مخلوق کے ساتھ حُسن خلق سے پیش آؤ۔سورۃ آل عمران میں اس کی تعلیم یوں فرمائی **الذین ینفقون فی السراء والضراء والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین(آل عمران ۱۳۴)** امام بغوی نے معالم التنزیل میں لکھا ہے وہ اخلاق جو بندے کو مستحق جنت بناتا ہے وہ سخاوت ہے اسی طرح جامع ترمذی میں باب البر وصلہ میں حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کا فرمان ہے سخی اللہ کے قریب، جنت کے قریب،لوگوں کے قریب اور جہنم سے دور ہوتا ہے۔سُنن النسائی کتاب الزکوۃ میں ہے حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم نے فرمایا کہ ایک درہم ایک لاکھ درہم پر سبقت لے گیا عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیسے؟ آپؐ نے فرمایا ایک شخص کے پاس کثیر مال ہے اس نے مال میں سے ایک لاکھ درہم لیا جسے صدقہ کر

دیا اور ایک دوسرا شخص ہے جس کے پاس کُل دو درہم ہیں اس نے ایک اپنے لیے رکھ لیا اور دوسرا صدقہ کر دیا۔ اچھے چہرے (طلاقۃ الوجہ) کے ساتھ لوگوں کو ملنا (غیض وغضب ونفرت) عبوس الوجہ ہو کر لوگوں سے نا ملنا نیکی کی دلالت ہے تاجدار کونین حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم نے فرمایا **لا تحقرن من المعروف شیئاً ولو ان تلقی اخاک بوجه طلیق** نیکی کیسی بھی ہو اس کو کم تر نہ جانو چاہے اپنے بھائی کو مُسکراتے چہرے کے ساتھ ہی کیوں نہ ملو (صحیح مسلم) سید الکونین حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کی اس کائنات میں تشریف آوری اور جس ہیت وطراز سے آپ نے اپنی حیات طیبہ فریدہ گزاری اس کا مطالعہ کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ مُعلم ومقصود کائنات اُس کُرہ ارضی پر اس لیے تشریف لائے تھے کہ مظلوموں کے آنسو پونچھیں، زخمیوں کے زخم پر مرہم رکھیں دُکھ وغم اُٹھانے والوں کے دُکھ درد دُور کر دیں۔ گمراہوں کو ہدایت سے ہمکنار کریں اور معرفت خواہان ربانی کو لذت وصال حضور قدسی سے نواز دیں۔

حضرت انس بن مالک، عبداللہ بن مسعود، عقبہ ابن عامر، اسلم ابن شریک، بلال بن رباح، سعد مولی ابی بکر صدیق، ابوذر غفاری، ایمن بن عبید اور ان کی والدہ ام ایمن مولیا النبیؐ یہ سب حضورؐ کے خادم تھے حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں میں نے دس برس حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کی خدمت کی حضورؐ نے مجھے کبھی نہیں مارا کبھی نہیں ڈانٹا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آپ سابقین میں فقیہہ امت اسلامیہ ہیں۔ دو ہجرتیں کیں ایک حبشہ اور دوسری مدینہ منورہ کی طرف، بدر میں شریک ہوئے رواۃِ حدیث میں سے ہیں اور یہ چھٹے ہیں جو اسلام لائے۔ حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کا ادب دین کا ایسا جزو ہے جس سے دینی وابستگی کو تقویت نصیب ہوتی ہے۔ جس طرح آدابِ الٰہی میں سکھایا گیا کہ نماز کے دوران نظروں کو جھکایا جائے، سجدہ گاہ جائے نظر قرار پائی۔ مظاہر ادب محافظت صلوۃ کے ساتھ آدابِ الٰہی کو حضور حق میں پیشی کا دستوری طریقہ قرار دیا۔ اسی طرح سورۃ حجرات میں آدابِ نبوی کی طرف متوجہ کیا: فرمایا **یا یھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی الله و رسوله** اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھا کرو۔ کسی قول وفعل کے ذریعے اللہ ورسول سے آگے بڑھنے کی ہر صورت ممنوع قرار پائی۔ یعنی ان کی پیروی واتباع واقتداء کو لازم جانو۔ اس مسودہ قانونی کا تقاضا یہ ہے کہ زندگی کا ہر عمل اور ذہن انسانی کی ہر نوع فکر اور قلب انسانی کی جُملہ انواع ھواء اللہ ورسول کی تعلیمات کے تابع ہوں تو ایمانی لذت ودینی رشتہ حصیر ہوگا اس وقت تک کوئی بات کسی کو نہ کہو جب تک کہ تمہیں نہ کہہ دی جائے اور کسی بات سے اس وقت تک نہ رکو جب تک اس سے رُکنے کا حکم تمہیں نہ دے دیا جائے۔ تقویٰ میں کمی اور ایمان میں کمزوری ادب کے دامن کا ہاتھ سے چھوٹنا ہی ہے پس عمل میں اخلاص للّٰہیت سے پیدا ہوتا ہے اور درستگی سُنت نبوی سے پیدا ہوتی ہے۔ سُنت نبوی کی طرف رغبت اور اس کی ترجیح محبت

وادب سے ہی یقینی ہے اس کے بغیر بے دینی الحاد گمراہی اور جہالت کا غلبہ ہے۔

حضورؐ کا ادب یہ بھی ہے کہ آپ کو ایسے نہ مخاطب کیا جائے اور ایسے الفاظ جو عامیانہ ہوں ان سے مخاطب نہ کیا جائے اور ایسے صیغہ جات جن کا کوئی جز و پہلو بے ادبی پر دلالت کرتا ہو نداء نبوی کے لیے ناجائز و ممنوع و حرام ہے۔ لہٰذا احترام وادب کا ہر تقاضا ہر کیف ہر انداز جس لفظ و جملہ وندائیہ میں پایا جائے وہی حضور مُعلم و مقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کے لیے منتخب ہونا چاہیے۔ قرآن مجید فرقان حمید برھان رشید تبیاناً لکل شئی لاریب ضابطہ کائنات میں خالق و مالک کائنات فرماتا ہے۔ لاتجعلو ادُعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً علامہ بیضاوی نے تفسیر بیضاوی میں اس آیت کے تحت لکھا ہے لا تقیسو ادعائہ ایاکم علی دعاء بعضکم بعضا فی جواز الاعراض والمساھلۃ فی الاجابۃ والرجوع بغیر اذن فان المبادرۃ الی اجابتہ علیہ الصلاۃ السلام واجبۃ والمراجعۃ بغیر اذنہ محرمۃ وقیل لا تجعلوا ندائہ وتسمیۃ کنداء بعضکم بعضا باسمہ ورفع الصوت بہ ولکن بلقبہ المعظم یا نبی اللہ یا رسول اللہ مع التوقیر والتواضع و خفض الصوت حضور مُعلم و مقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کو پکارنے کے لیے الفاظ وندائیہ کے چناؤ میں عام لوگوں کے لیے عادتاً مستعمل و مروج الفاظ پر قیاس کی جرات نہیں کرنا چاہیے۔ آپ سے ہر معاملہ میں اجازت خواہی ادب کا اصل تقاضا اور مقبول قرینہ بھی یہی ہے جب کبھی حضرۃ النبی میں سعادت ورود ہو تو بلا اجازت نہ رُخصت ہو جائے۔ حضور مُعلم و مقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کی اجازت اور آپ کا اس باب میں امر فرمانا امور میں شرعاً واجب ہے اور بلا اجازت اس میں اپنی مرضی و خواہش کو داخل کر کے کچھ کرنا یا لوٹنا حرام ہے اسی طرح آپ کے آداب میں آپ کو پکاریا آپ کے لیے ناموں کا چناؤ اس طرز وہیت سے نہ ہو جیسا کہ عامیوں کے لیے عادت ورسم و رواج ہوا کرتا ہے لیکن اگر بزرگی مرتبہ وشان و منزلت پر دلالت کرنے والے القابات سے ندا ہو تو صحیح ہوگا۔ جیسے یا نبی اللہ یارسول اللہ وغیرہ۔

علامہ محمد نووی بن عمر الجتانی الجاوی نے اپنی تفسیر مراح لبید میں اسی آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے (لا تجعلو ا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا) امرہ ایاکم من الامور کدعوۃ بعضکم لبعض فتستبطلون عنہ بل اجیبوہ وان کنتم فی الصلاۃ اذ کان امرہ فرضاً لازماً- لا تجعلو نداء ہ صلی اللہ علیہ و الہ و صحبہ وسلم کنداء بعضکم لبعض باسمہ و رفع الصوت والنداء من وراء الحجرات بل نادوہ بغایۃ التوقیر وبلقبہ المعظم بمثل قولک یا رسول اللہ یا نبی اللہ مع التواضع معاملات میں سے کسی بھی معاملہ میں حکم نبوی تمہارے لیے اے مخاطبین رسول کریمؐ نہایت ہی غیر معمولی اہمیت وتوجہ کا حامل رہنا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ تم عامیوں کی طلب وخواہش ودعوت پر اس کو قیاس کر کے ٹال مٹول کا مظاہرہ کرنے لگ پڑو بلکہ فوراً اس کی تعمیل وتکمیل کے لیے

بہر طور کمر بستہ ہو جاؤ۔ اگر چہ تم نماز میں ہی کیوں نہ ہو جب کہ مقام ومنزلت مصطفیٰ یہ ہے کہ وہ حکم جو میرے محبوب معلم و مقصود کائنات ؐ نے تمہیں دیا ہے اس کا پورا کرنا تمہارے لیے فرض و لازم ہے۔ اسی طرح آپ کو ایسے نہ پکارنا جیسے تمہارے ایک دوسرے کو پکارنے کا رواج وطریقہ ہے کہ اُس کے نام کے ساتھ اور آوازیں لگا لگا کر پکارا جاتا ہے (یہ ناپسندیدہ اور ممنوع ہے) بلکہ آپ کو ایسے پکارو جس میں تعظیم واحترام حد درجہ پایا جاتا ہو ایسے القابات سے مخاطب کرو جو عشق وادب کے سازوں کو چھیڑنے والے ہوں کہا کرو یا رسول اللہ یا نبی اللہ اس میں بھی عاجزی ادب واحترام تعظیم کا مظاہرہ ہونا لازم ہے (تفسیر مراح لبید جلد ۲۰ صفحہ ۶۴)

اُمت مسلمہ ایک ایسا پُر امن عالمی معاشرہ ہے جس میں ادب وعشق احترام صدیوں سے ترقی کر رہا ہے اور اس معاشرے کے پُر امن افراد جملہ انبیاء ومُرسلین کی تعظیم کرتے ہیں اور یہ تعظیم کسی ردعمل کے طور پر نہیں ہے بلکہ یہ اُن کا عقیدہ ونظریہ ہے جس کے بغیر وہ اپنے خدا اور رسول اور آخری کتاب سے تعلق قائم نہیں رکھ سکتے کس قدر قوی دلیل ہے کہ اُمت مُسلمہ ہی دُنیا میں ایک ایسا عالمی معاشرہ ہے جو سب کے ساتھ پرامن رہ سکتا ہے اور رہ رہا ہے۔ ہم نے غیروں کو مخاطب کرنے کے آداب قرآن کریم سے سیکھے کہ اگر یہود کو مخاطب کرو تو کہو یا اھل الکتاب اے کتاب والو! تا کہ ہمارے اور اُن کے درمیان خالق کی کتاب کے سبب راہ ورسم ہو اور معاملات کی سمتیں بھی پروردگار کی خاطر متعین ہوں اسی طرح نصاریٰ کو بھی اہل کتاب کہہ کر مخاطب کرنے کا قرینہ سکھایا تا کہ ہمارے اور اُن کے مشترکات باہمی تناؤ کو دُور کرنے کے لیے باعث تسکین خاطر ہوں۔ ہم افراد امت مسلمہ کسی نبی کی بے ادبی گستاخی کسی آسمانی نظریہ کی استہزاء وتضحیک کی فکر سے بھی متنجب رہتے ہیں جبکہ دیگر اُمتوں میں انبیاء ومرسلین کی اس درجہ کی تعظیم کا تصور تک نہیں پایا جاتا۔ کسی عقیدہ کا تمسخر، دینی حقائق کے ساتھ بازاری لچر طرز کا سلوک نہایت افسوناک اور معاشرتی دہشت گردی ہے اور ذہنی پسماندگی کے ساتھ مزاجی انتہاپسندی ہے جب آپ انبیاء مرسلین کی کردار کشی کریں گے تو مذہبی طور پر آپ کو مذہب سے نفرت پیدا ہو جائے گی اور آج کا یورپی امریکی آسٹریلوی معاشرہ اسی باعث مذہب سے دور ہو گیا۔ یہ اس سوچ کی جہت ہے جو دنیا کو مذہب خاندان اقدار اور حدود سے پاک کر دینا چاہتے ہیں اس کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمیں آپس میں اتحاد کی اشد فوری ضرورت ہے جس کے لیے ہماری مذہبی سیاسی علاقائی ثقافتی لسانی قومی صوبائی خاندانی قیادتوں کو ایک ملی فکر ملی وجود کی اہمیت کے تحت متحد ہونے کی ضرورت ہے احتجاج کا رسمی طریقہ بدلنے کے لیے عوامی تربیت کا آغاز کیا جائے ہم اپنے ملک اپنے معاشرے اپنے بازار میں احتجاج کرتے ہیں لیکن نقص امن، فتنہ فساد توڑ پھوڑ ہوتے ہوئے دیکھ کر لگتا ہے کہ دو الگ الگ طبقات میدان کارزار میں ہیں نتیجہ ہم اپنا ہی نقصان کر بیٹھتے ہیں اور نادانستہ طور پر دشمن کو بغیر منصوبہ بندی اور رقم خرچ کیے ہمارا نقصان دیکھ کر خوشی اور اپنا منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچانے میں غیر متوقع کامیابی ہو جاتی ہے۔ احتجاج سفارتی سطح پر سفارتی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے مکمل تیاری کے ساتھ ہونا چاہیے۔ احتجاج تجارتی سطح پر نتیجہ خیز موجبات کے

ساتھ ہونا چاہیے ہمیں ملکی اور مسلم ممالک کی مصنوعات پر انحصار کرتے ہوئے اپنے معیار علاج معالجہ تحقیق وتعلیم کو آگے بڑھانا چاہیے تاکہ دشمنوں پر انحصار کم سے کم ہوجائے امریکی بے ادبی اور گستاخی پر مبنی فلم بنانے کا مقصد مسلمانوں کو اذیت وتکلیف پہنچانا نہیں بلکہ اُن کا مقصد اس سے یہ ہے کہ امریکہ میں پچھلی کئی دہائیوں سے ملین کی تعداد میں مسلم آبادی تارکین وطن کے طور پر آباد ہوچکی ہے برطانیہ میں صرف ایک ملین پاکستانی مسلمان آباد ہوچکے ہیں باقی مُسلم آبادی کی تعداد اس کے علاوہ ہے فرانس میں الجزائر مراکش تیونس کے ملینز مسلم آباد ہوچکے ہیں اسی طرح ہالینڈ، بلجیم، سپین اور جرمنی میں ملینز ترک مُسلم آباد ہوچکے ہیں اس فلم کا مقصد ان تمام ملکوں کی حکومتوں کو باور کروانا ہے کہ مسلم ناقابل قبول شہری اور ناپسندیدہ ذہنیت کے حامل لوگ ہیں جو کسی کو برداشت نہیں کرسکتے۔ اگر آپ ان کو اپنے ہاں ترقی کرنے کی اجازت دیتے رہیں گے توکل آپ کی ہر سطح کی قیادت میں محمد فلاں علی فلاں حسن فلاں حسین فلاں ابوبکر فلاں عمر فلاں عثمان فلاں کے طور پر براجمان ہوگا۔ اور یوں اگر ان کی یہ سازش کامیاب ہوگئی تو ان لوگوں کو وہاں سے دیس نکالا مل جائیگا۔ اور یہ اگر اپنے ملکوں میں واپس پہنچ گئے تو وہاں اُن کو ترقی وکاروبار کرنے کا موقع پانے کی بجائے ان کی بیخ کنی کے لئے کسی دہشت گردی یا منی لانڈرنگ کے حیلے بہانے سے خاتمے کے اسباب بہانے حیلے موجود ہیں اور یوں امت مسلمہ کو مستقل چیلنجز کا سامنا رہے گا۔ سورۃ انبیاء کی آیت نمبر ۴۴ کے مطابق ہمیں نظام حق کی بحالی اور تعلق ربانی کی مضبوطی کی کوشش کرتے رہنا ہوگا۔ ہمارا نظام حتمی دنیا میں مقصود ہوگا آج اسلامی بینکاری پوری دُنیا میں رائج وپسندیدہ ہورہی ہے حضرت امام جلال الدین سیوطی نے تفسیر درمنثور جلد ۴ صفحہ ۵۹۷ پر اسی آیت کی تفسیر میں قول حسن نقل کیا ہے کہ پروردگار عالم نے اُن تمام علاقوں اور قوموں کو اُن کی ہیئت وحالت سے بدل کر رکھ دیا اور حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کے ظہور کو اُن علاقوں اور قوموں پر اسلام کی فتح اور توحید الٰہی کا غلبہ بنادیا آج بھی اسی روح کو تازہ کرنے اور اسی انداز سے ایک قیادت کے ماتحت متحد ہونے کی پوری اُمت مسلمہ کو اشد ترین ضرورت ہے۔ سورۃ الانبیاء مکی ہے مگر یہ آیت مدنی ہے اور اس کے مدنی ہونے کا ثبوت حکمِ فرضِ جہاد ہے جو کہ مدینہ منورہ میں ہوا دوسرا صاحب حاشیۃ الشھاب علامہ خفاجی نے اس آیت کے ذیل تفسیراً اس آیت کا مقام نزول مدینہ لکھا ہے (صفحہ ۴۴۴ جلد ۶) جو لوگ رب سے منہ موڑ بیٹھے پروردگار نے اُنہیں خاصیت بشریت اور خاصیت روحانیت کے حصے سے محروم قرار دے دیا۔ کفر کی زمین اور قیادت کم ہوتی جائے گی اور غلبہ حق کا ہی ہوگا۔ مترجمین قرآن نے طرف کا معنی کنارا کیا ہے لیکن علمائے لغت عربیہ علامہ اصمعی علامہ ابن سیدہ نے طرف کا ایک معنی رئیسھم وعلماءھم کیا ہے اس سے یہی مراد لینا زیادہ سہل الفہم ہے کہ ان کے اکابران کے علم والے کم ہوتے جائیں گے لہذا قیادت کے فقدان کو دور کرتے ہوئے اور شخصی قیادتوں پر زور دینے کی بجائے ایک ملی قیادت کو چُن لینا بہت ضروری ہے وگرنہ آخر کار سیدنا محمد المہدی نے تو قیادت کرنا ہی ہے۔ اس سے عروج وصعود وترقی وکمال کا دور آئے گا اور کفر زوال کا سامنا کرے گا۔